QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

احکام عبادات سے متعلق آثار خلفائے راشدین ؓ کا اطلاقی مطالعہ

An applied study of the works of the Rightly Guided Caliphs (RA) regarding the rules of worship.

1-Muhammad Rafiq
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore
2-Dr. Irshad ul Hassan Ibrar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

Abstract

The Rightly Guided Caliphs were the first bearers of the true religion and the sincere followers of the Messenger of Allah (ﷺ). They did not hesitate to sacrifice their lives, property, honor, comfort, and belongings and homeland for the propagation, support, and protection of the religion of Islam. In the present era, where the human world has become a global village due to the prevalence and abundance of print and electronic media, these anti-religious forces are busy using modern resources with innovation and skill to mislead the new generation of the Ummah and instill atheism and aversion to religion. On the other hand, the modern generation is now demanding logic, evidence, and reality. Now is the time to convince and convince this new generation with arguments of materialism and utility, passing through literature, devotion, and emotions to explain their point of view, otherwise, the day is not far when Islam, like Judaism and Christianity, will become a theoretical and bookish religion and will withdraw from practical life and be limited to places of worship. In this context, it is extremely important to present the importance and usefulness of the Companions in the religion of Islam to the new generation with arguments of usefulness and reality. In this regard, the jurisprudential and legislative aspects of the works of the Rightly Guided Caliphs are undoubtedly of utmost importance, and studying and researching them from modern lines is certainly an important religious, spiritual and ideological need of the present era and the modern generation. In the present article, an applied review of the works of the Rightly Guided Caliphs related to the rules of worship has been made.

***Keywords**: jurisprudential, materialism, survival, Caliph, Ummah*

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم دین متین کے اولین حاملین اور رسول اللہ ﷺ کے مخلص جانثار تھے۔ جنہوں نے دین اسلام کی اشاعت، حمایت اور حفاظت کے اپنے جان ومال، عزت وناموس، راحت وآرام اور تعلق ووطن کو قربان کرنے کی دریغ نہیں کیا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ اور امت محمدیہ کے مابین دینِ اسلام کے نقل وروایت کے اولین، بہترین اور معتبر ترین واسطہ ہیں۔ دینِ اسلام کے اس اولین واسطے کو اللہ تعالیٰ نے عفت، امانت، صداقت، ثقاہت اور نقاہت کے ساتھ بایں طور موصوف ومزین فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد اس جماعت کی نظیر ومثیل پیش کرنے سے پوری انسانی تاریخ قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا اس جماعت کے اخلاص، للہیت، تقویٰ اور ہدایت یافتہ ہونے کا اعلان فرمایا، نیز ان کے لیے اپنی رضامندی اور ان سے سرزد ہونے والی لغزشوں پر معافی کا

اعلان فرمایا۔اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے ارشادات میں بارہا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب بیان فرمائے اور امت کو ان کے ساتھ عقیدت، ادب اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کی تلقین فرمائی۔ عصر حاضر میں جہاں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی ہمہ گیری اور فراوانی سے انسانی دنیا ایک عالمی گاؤں کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، یہ دین دشمن طاقتیں جدید وسائل کو استعمال کرتے ہوئے جدت اور مہارت کے ساتھ امت کی نئی نسل کو گمراہ کرنے اور الحاد و دین بیزاری میں مبتلا کرکے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ دوسری طرف جدید نسل اب منطق، دلیل اور حقیقت کی طلب گار ہیں۔ اب وقت کا تقاضا ہیں کہ اس نئی پود کو اپنا نقطۂ نظر سمجھانے کے لیے ادب، عقیدت اور جذبات سے گزر کر مادیت اور افادیت کے دلائل کے ساتھ مطمئن اور قائل کیا جائے، ورنہ خاکم بدہن وہ دن دور نہیں کہ دینِ اسلام بھی یہودیت اور عیسائیت کی طرح ایک نظری اور کتابی دین بن کر عملی زندگی سے نکل کر عبادت خانوں تک محدود ہو جائے گا۔ ایسے تناظر میں دین اسلام میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ کی اہمیت اور افادیت کو نئی نسل کے سامنے کو افادیت اور حقیقت کے دلائل کے ساتھ پیش کرنا از حد ضروری ہے۔ اب وقت آ چکا ہے کہ امت کے جدید اذہان کو قائل کیا جائے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی دیومالائی طبقہ نہیں، بلکہ یہ حضرات علم و عمل اور صداقت و امانت کے پیکر تھے، ان کی علمیت، فقاہت اور ثقاہت بے مثال تھی، ان کے اقوال اور افعال امت کے لیے حجت اور ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کی سیرت و کردار کا مطالعہ کرکے ان کی اتباع اور ان کے علوم کی پیروی عصر حاضر کے لاینحل مسائل کا بہترین حل ہے۔ اس سلسلے میں آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا فقہی اور تشریعی پہلو بلاشبہ حد درجہ اہمیت کا حامل ہے، جس پر جدید خطوط سے مطالعہ و تحقیق یقیناً عصرِ حاضر اور نسلِ جدید کی ایک اہم دینی، روحانی اور نظریاتی ضرورت ہے زیر نظر تحریر میں احکام عبادات سے متعلق آثار خلفائے راشدین کا اطلاقی جائزہ لیا گیا ہے۔

نمازِ فجر میں طویل قراءت، تقویٰ اور عبادت

حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْبَقَرَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ حِينَ فَرَغَ: قَرِبَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ، قَالَ: لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِينَ .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ تو سورج طلوع کروانے لگے تھے! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر سورج طلوع ہو جاتا تو وہ ہمیں غافل ہونے والوں میں سے نہ پاتا۔“ (1)

(1) ابو بکر بن ابی شیبہ، المصنف، مکتبہ العلمیہ، بیروت، 2006، رقم الحدیث: 3565

Abū Bakr bin Abī Shaybah, *Al-Muṣannaf*, Maktabah Al-ʻIlmiyyah, Bayrūt, 2006, Raqam-ul-Ḥadīth: 3565

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾[2] یعنی فجر کی نماز میں کی جانے والی قراءت خصوصی طور پر حاضر کی جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ فجر کی نماز میں دیگر نمازوں کے مقابلے میں نسبتاً طویل قراءت فرماتے، کیونکہ اس وقت دن اور رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اگرچہ کبھی کبھار مختصر سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے، یہ اثر واضح کرتا ہے کہ فجر میں طویل قراءت نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت ہے، اور سورۃ البقرۃ جیسی طویل سورت کا انتخاب نماز کی عظمت اور اہمیت کو مزید اجاگر کرتا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تنبیہ وقت کی رعایت کی طرف رہنمائی کرتی ہے تاکہ طلوعِ آفتاب سے پہلے نماز مکمل ہو، جبکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب فقہی و روحانی بصیرت کا مظہر ہے کہ عبادت و تلاوت کی حالت غفلت نہیں ہوتی، مجموعی طور پر یہ اثر خلفائے راشدین کے تقویٰ، خشوع اور فجر میں طویل قیام کی روشن مثال ہے، جو آج کے رہنماؤں اور ائمہ کے لیے قابلِ اقتدا نمونہ ہے۔

عصری اطلاقات: یہ اثر اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ امام کو نماز میں قراءت کے انتخاب میں توازن رکھنا چاہیے؛ فجر کی نماز میں مناسب حد تک طویل قراءت سنت ہے، تاہم مقتدیوں کے حالات اور وقت کی رعایت بھی ضروری ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ آج کے دینی و سیاسی قائدین کے لیے ایک عملی نمونہ ہے کہ وہ اپنی عبادات اور تقویٰ کو عوام کے لیے مثال بنائیں تاکہ ان کی روحانیت معاشرے کی تربیت میں معاون ہو۔ نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تنبیہ خیر خواہی پر اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جواب حکمت پر مبنی تھا، جس سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ اختلاف بھی محبت، خیر خواہی اور فہم کے دائرے میں ہونا چاہیے۔

مالِ عامہ میں احتیاط: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فیصلوں پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اعتماد

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ:وَاللهِ لَئِنْ كَانَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ تَرَكَا هَذَا الْمَالَ وَهُوَ يَحِلُّ لَهُمَا شَيْءٌ مِنْهُ، لَقَدْ غُبِنَا وَنَقَصَ رَأْيُهُمَا، وَايْمُ اللهِ مَا كَانَا بِمَغْبُونَيْنِ، وَلاَ نَاقِصِي الرَّأْيِ، وَلَئِنْ كَانَا امْرَأَيْنِ يَحْرُمُ عَلَيْهِمَا مِنْ هَذَا الْمَالِ الَّذِي أَصَبْنَا بَعْدَهُمَا لَقَدْ هَلَكْنَا، وَايْمُ اللهِ مَا الْوَهْمُ إِلاَّ مِنْ قِبَلِنَا.

"حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مال کو چھوڑا ہے جبکہ اس مال کا کچھ حصہ تو ان کے لیے حلال تھا، تو پھر ان دونوں کو دھوکہ ہوا ہے یا ان کی رائے میں نقص تھا، (پھر فرمایا) خدا کی قسم! وہ دونوں دھوکہ کھائے ہوئے نہیں تھے اور نہ ہی وہ ناقص الرائے تھے۔ اور اگر یہ دونوں حضرات ایسے تھے کہ ان پر ہمیں ان کے بعد ملنے والا حرام تھا تو پھر یقیناً ہم ہلاک ہو گئے اور خدا کی قسم! یہ وہم ہمارے حق میں ہی ہے۔"[3]

---

(2) الاسراء 78:9

Al-Isrā’: 9 : 78

(3) ابو بکر بن ابی شیبہ، المصنف، مکتبہ العلمیہ، بیروت، 2006، رقم الحدیث: 35579

Abū Bakr bin Abī Shaybah, *Al-Muṣannaf*, Maktabah Al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, 2006, Raqam-ul-Ḥadīth: 35579

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

یہ اثر اس بات کی نہایت واضح اور عمیق مثال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر قائدین اپنے نفس کا محاسبہ کیسے کرتے تھے اور اپنے سے بہتر لوگوں کے طرزِ عمل کو معیار بنا کر اپنی روش پر نظرِثانی کرتے تھے، عمرو رضی اللہ عنہ نے مالی حالت میں بظاہر بہتری کو فخر کا سبب نہیں بنایا بلکہ فوراً یہ سوال اٹھایا کہ اگر شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے لیے یہ مال لینا مباح تھا تو ان کا ترک کرنا کیوں؟ اور اگر وہ اس کو اپنے لیے جائز نہ سمجھتے تھے تو ہم کس حال میں ہیں؟

اس میں جہاں حسنِ ظن اور بزرگوں کی تعظیم جھلکتی ہے وہیں اپنی ذات کو قصوروار سمجھنے کا اعلیٰ وصف بھی نمایاں ہے، شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) نے مباح مال کو اس لیے چھوڑا کہ کہیں یہ دروازہ کھل کر حرص، مکاثرہ اور قیادت میں اعتماد کے زوال کا سبب نہ بن جائے، جبکہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کفایت کی حد تک لینا اختیار کیا، یہ طرزِ فکر آج کے حکمرانوں، دینی و سماجی قائدین اور صاحبِ اختیار افراد کے لیے اسوہ ہے کہ منصب و وسائل کے ساتھ قناعت، شفافیت اور ترکِ ترف کو لازم پکڑا جائے، کیونکہ عوامی اعتماد، دلوں کا اجتماع اور فتنہ سے سلامتی اسی میں ہے، نیز فرد کی سطح پر یہ پیغام ہے کہ قناعت اور شکر کے ساتھ اپنی مالی روش کا جائزہ لیتے رہنا، اپنے سے کم حیثیت والوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنا اور اپنے اخراجات کو ضرورت اور مصلحت تک محدود رکھنا نہ صرف دین میں مطلوب ہے بلکہ دنیاوی سکون کا بھی ضامن ہے۔

عصری اطلاقات: عبادات سے متعلق فقہی اختلاف آج بھی موجود ہے، مگر اس کا حل نزاع نہیں بلکہ علمی وقار، دلیل اور باہمی احترام ہے، عوام کو اختلافی مباحث میں الجھانے کے بجائے راجح اور واضح موقف پر رہنمائی دینا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ دینی وحدت اور اجتماعی نظم کو اختلاف پر مقدم رکھا جانا چاہیے۔

مسح علی الخفین: سہولتِ شریعت اور مرجعیتِ صحابہؓ

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ"، وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ سَأَلَ عُمَرَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: نَعَمْ، إِذَا حَدَّثَكَ سَعْدٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ.

"سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا ہے، بعد میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے فرمایا: یہ بات صحیح ہے، جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے کوئی حدیث بیان کریں تو آپ اس کے متعلق کسی دوسرے سے نہ پوچھا کریں۔"[4]

(4) احمد بن حنبل، المسند، دار صادر، مصر، 1998، رقم الحدیث، 88

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Dar Sadir, Misr, Raqam-ul-Hadith: 88

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

وضو کرتے ہوئے موزوں یا جرابوں پر مسح کرنا سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے، نبی اکرم ﷺ نے سفر اور حضر دونوں حالتوں میں مسح فرمایا، یہ رخصت (آسانی) ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو سہولت دینا ہے، خصوصاً: سردی یا سفر کی حالت میں۔

اس کی مزید وضاحت اس اثر سے ہوتی ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ بِالْعِرَاقِ حِينَ يَتَوَضَّأُ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعْنَا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، قَالَ لِي: سَلْ أَبَاكَ عَمَّا أَنْكَرْتَ عَلَيَّ مِنْ مَسْحِ الْخُفَّيْنِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِذَا حَدَّثَكَ سَعْدٌ بِشَيْءٍ، فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ". سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عراق میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ وضو کر رہے تھے تو مجھے اس پر بڑا تعجب اور اچنبھا ہوا، بعد میں جب ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس میں اکٹھے ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے سے فرمایا کہ آپ کو "**مسح علی الخفین**" کے بارے مجھ پر جو تعجب ہو رہا تھا، اس کے متعلق اپنے والد صاحب سے پوچھ لیجئے، میں نے ان کے سامنے سارا واقعہ ذکر کر دیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے کوئی حدیث بیان کریں تو آپ اس کی تردید مت کیا کریں، کیونکہ خود نبی ﷺ بھی مورزوں پر مسح فرماتے تھے[(5)]۔

اس اثر میں اس چیز کی وضاحت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق میں موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو انہیں تعجب ہوا (یعنی شاید وضاحت نہیں تھی) سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے خود موزوں پر مسح فرمایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کا بیان بالکل واضح ہے، یہ واضح کرتا ہے کہ مسح علی الخفین کا جواز قطعی اور سنت سے ثابت ہے، صحابہ کرام کا اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں تھا، بس کبھی فہم کی وضاحت کی ضرورت پڑتی۔

عصری اطلاقات: یہ اثر عصرِ حاضر میں مسلمانوں کے لیے شریعت کی آسانی اور وسعت کا عملی پیغام ہے، خصوصاً ان حالات میں جہاں دفاتر، تعلیمی اداروں، سفر یا ہسپتالوں میں بار بار پاؤں دھونا دشوار ہو، مسح علی الخفین پر عمل نہ صرف وقت اور سہولت فراہم کرتا ہے بلکہ سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا موقف آج کے دور میں یہ سبق دیتا ہے کہ ثابت شدہ سنت اور ثقہ اہلِ علم کی روایت کے مقابلے میں غیر ضروری سختی یا ذاتی ترجیحات کو فوقیت نہیں دینی چاہیے، دین کی روح آسانی، اتباع اور اعتماد پر قائم ہے، اور مسح علی الخفین اسی متوازن اسلامی مزاج کی عملی مثال ہے

عبادت میں کثرتِ تلاوتِ قرآن کا اہتمام

عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ:أَنَّ عُثْمَانَ، قَرَأَ بِالسَّبْعِ الطِّوَالِ فِي رَكْعَةٍ.

---

(5) احمد بن حنبل، المسند، دار صادر، مصر، 1998، رقم الحدیث، 88

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Dar Sadir, Misr, Raqam-ul-Hadith: 88

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں قرآن کی سات لمبی سورتیں پڑھیں۔"[6]

اس اثر میں " السبع الطوال "سے مراد: سورۃ البقرۃ،آل عمران،نساء،مائدۃ،انعام اور اعراف،ساتویں سورت کے بارے میں قدرے اختلاف ہے ،چنانچہ ایک قول کے مطابق انفال وتوبہ دونوں مل کر سات کی تعداد پوری کرتی ہیں کیونکہ بعض صحابہ کرام دونوں کے درمیان بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی سورت شمار کرتے تھے اور ان ان سورتوں کو طوال کا نام اس لیے دیا گیاہے کیونکہ یہ باقی سورتوں سے لمبی ہیں۔[7]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے متعدد اسانید سے ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھنا ثابت ہے،سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے اس وقت کہا جب باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کو گھیر رکھا تھا، إن تقتلوه أو تتركوه فإنه كان يحيي الليل كله في ركعة، **يجمع فيها القرآن** "اگر تم انہیں قتل کر دیا چھوڑ دو،وہ تو ساری رات ایک ہی رکعت میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔[8]

عبدالرحمن بن عثمان کہتے ہیں: قمت خلف المقام وأنا أريد أن لا يَغْلِبَنِي عليه أحدٌ تلك الليلة، فإذا رجل يَغْمِزُني فلم ألتفت، ثم غمزني فالتفت، فإذا عثمان بن عفان رضي الله عنه، فتنحيت فتقدم، فقرأ القرآن في ركعة" میں مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز کے لیے کھڑا تھا اور ارادہ کیا کہ اس رات کوئی مجھ سے آگے نہ بڑھے، کسی نے مجھے پہلو سے ہلایا، میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں ہٹ گیا، وہ آگے بڑھے اور ایک رکعت میں قرآن مکمل کر دیا۔"[9]

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں:أن عثمان بن عفان، قام بعد العشاء فقرأ القرآن كله في ركعة، لم يُصلّ قبلها ولا بعدها" عثمان رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد کھڑے ہو کر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا، نہ اس سے پہلے نفل ادا کیے نہ بعد میں۔"[10]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"وقراءة القرآن في ركعة ثابت عن عثمان رضي الله عنه" "قرآن کو ایک رکعت میں پڑھنا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے[11]

---

(6) عبدالرزاق بن ہمام،المصنف،مکتبہ علمیہ،بیروت،2005،رقم الحدیث:2845
Abdul Razzaq bin Hammam, Al-Musannaf, Maktabah Ilmiyyah, Beirut, 2005, Raqam-ul-Hadith: 2845

(7) السیوطی،عبدالرحمان بن ابی بکر،الھئیہ المصریہ العامہ،مصر،1974،جلد1ص220
As-Suyuti, Abdur Rahman bin Abi Bakr, Al-Hay'ah Al-Misriyyah Al-'Ammah, Misr, 1974, Jild 1, Safhah 220

(8) طبرانی،سلیمان بن احمد،المعجم الطبرانی،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ،1994،رقم الحدیث:130
Tabarani, Sulayman bin Ahmad, Al-Mu'jam at-Tabarani, Maktabah Ibn Taymiyyah, Al-Qahirah, 1994, Raqam-ul-Hadith: 130

(9) بیہقی،احمد بن حسین،السنن الکبری،دار الکتب العلمیہ،بیروت،2003،رقم الحدیث:4782
Bayhaqi, Ahmad bin Husayn, As-Sunan al-Kubra, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2003, Raqam-ul-Hadith: 4782

(10) ابن مبارک،عبداللہ بن مبارک،الزہد،دار الکتب العلمیہ بیروت،2003،رقم الحدیث:1275
Ibn Mubarak, Abdullah bin Mubarak, Az-Zuhd, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2003, Raqam-ul-Hadith: 1275

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **في كتاب محمد بن نصر وغيره بإسناده صحيح عن السائب بن يزيد : أن عثمان قرأ القرآن ليلة في ركعة**"محمد بن نصر وغیرہ نے اپنی کتاب میں سائب بن یزید سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک رات ایک رکعت میں قرآن پڑھا"[12]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھنا صحیح اسانید سے ثابت ہے اور ان کی عبادت وشب بیداری کی یہ شان دیگر صحابہ کرام سے بھی منقول ہے، یہ اثر اس بات کا مظہر ہے کہ خلفائے راشدین نہ صرف عدل، حکمت اور قیادت میں ممتاز تھے بلکہ زہد، تقویٰ اور عبادت میں بھی امت کے لیے اعلیٰ ترین نمونہ تھے، ان کا عمل اہلِ ایمان کے لیے یہ پیغام ہے کہ دین کی خدمت کے ساتھ اللہ سے خلوت و تعلق کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے۔

عصری اطلاقات: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قیامُ اللیل اور قرآن سے گہرا تعلق اس بات کی دلیل ہے کہ بڑی ذمہ داریاں اور سخت حالات بھی عبادت سے غفلت کا عذر نہیں بننے چاہییں، عصرِ حاضر میں یہ اثر ہمیں ترغیب دیتا ہے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق رات کے کسی حصے میں قرآن کی تلاوت اور عبادت کا معمول بنائیں، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنا فرض یا عام معیار نہیں، بلکہ اخلاص، محبتِ قرآن اور ہمّت کی علامت ہے، اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارا تعلق صرف تلاوت تک محدود نہ ہو بلکہ تدبر، عمل اور مستقل وابستگی کے ساتھ ہو، کیونکہ یہی روحانی طاقت اور ایمانی استقامت کا اصل ذریعہ ہے

زکوٰۃ سے پہلے قرض کی ادائیگی کرنا۔

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي، وَغَيْرُهُ قَالُوا ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أنبأ الشَّافِعِيُّ، أنبأ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ :هَذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتَّى تُحَصَّلَ أَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّونَ مِنْهَا الزَّكَاةَ"

> "سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "یہ تمہارے زکوٰۃ دینے کا مہینہ ہے، لہٰذا جس پر کوئی قرض ہو وہ اپنا قرض ادا کرے تاکہ تمہارے اموال واضح ہو جائیں، پھر تم ان میں سے زکوٰۃ ادا کرو۔"[13]

---

(11) ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، منہاج السنہ، جامعہ الامام محمد بن سعود، سعودیہ، 1986، جلد 48 صفحہ 32

Ibn Taymiyyah, Ahmad bin Abdul Halim, Minhaj al-Sunnah, Jamia al-Imam Muhammad bin Saud, Saudiya, 1986, Jild 48, Safha 32

(12) الالبانی، محمد ناصر الدین، صلاۃ التراویح، مکتبہ المعارف، الریاض، 1421، رقم الحدیث: 98

Al-Albani, Muhammad Nasiruddin, Salat al-Tarawih, Maktabah al-Ma’arif, Al-Riyadh, 1421, Raqm al-Hadith: 98

(13) بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003، رقم الحدیث: 7700

Bayhaqi, Ahmad bin Husayn, As-Sunan al-Kubra, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2003, Raqam-ul-Hadith: 7700

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

یہ اثر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مالی و فقہی فہم، امت کی اصلاحی رہنمائی اور شریعت کے اصولوں کی عملی تطبیق کا واضح نمونہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے واضح طور پر اس بات کی تلقین فرمائی کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے قبل قرض ادا کیا جائے تاکہ زکوٰۃ صرف خالص اور مکمل ملکیت والے مال پر ہی واجب ہو۔

فقہائے امت نے اس مسئلے میں تفصیلی کلام کیا ہے، شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کسی شخص کے پاس نصاب کے برابر مال موجود ہو اور اس پر سال گزر چکا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اگرچہ وہ مقروض ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ زکوٰۃ کے وجوب پر دلالت کرنے والی نصوص عام ہیں، اور نبی ﷺ نے اپنے عاملین کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا مگر مقروض ہونے کی تحقیق کا حکم نہیں دیا۔ البتہ شیخ رحمہ اللہ نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ اگر زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے قرض ادا کر دیا جائے تو جس مال سے قرض ادا کیا گیا اس پر زکوٰۃ نہیں ہو گی، زکوٰۃ صرف اسی مال میں واجب ہے جو سال پورا ہونے تک باقی رہے اور نصاب کو پہنچے[14]۔

دوسری طرف شیخ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں مزید تفصیل بیان کی ہے کہ اگر قرض فوری واجب الادا ہو، قرض خواہ مطالبہ کر رہا ہو اور مقروض اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو، تو ایسی صورت میں قرض کی ادائیگی کو زکوٰۃ پر مقدم کیا جائے گا، اور اگر قرض ادا کرنے کے بعد باقی مال نصاب کو پہنچتا ہو تو اسی پر زکوٰۃ واجب ہو گی، انہوں نے صراحت کے ساتھ فرمایا کہ یہی مفہوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: ''یہ تمہاری زکوٰۃ کا مہینہ ہے، جس پر قرض ہو وہ پہلے اسے ادا کرے۔'' تاہم اگر قرض مؤخر ہو اور فی الحال مطالبہ نہ کیا جا رہا ہو تو وہ زکوٰۃ کے وجوب میں مانع نہیں بنتا۔[15]

یوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ اثر زکوٰۃ اور قرض کے باہمی تعلق میں ایک اصولی بنیاد فراہم کرتا ہے، جس میں شریعت کا توازن نمایاں ہے: نہ تو زکوٰۃ جیسے عظیم فریضے کو بلاوجہ ساقط کیا جاتا ہے اور نہ ہی مقروض کی حقیقی مالی ذمہ داریوں کو نظرانداز کیا جاتا ہے، یہ اثر اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ زکوٰۃ محض عددی حساب یا رسمی عبادت نہیں، بلکہ حقوق العباد، نیتِ ادائیگی اور مالی دیانت کو سامنے رکھ کر ادا کی جانے والی عبادت ہے۔

عصری اطلاقات: یہ اثر آج کے مالی نظام میں زکوٰۃ کے صحیح فہم کی رہنمائی کرتا ہے۔ قرض اور اصل ملکیت کو الگ سمجھنا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ خالص مال پر ادا ہو۔ اگر قرض فوری اور واجب الادا ہو تو اسے زکوٰۃ سے پہلے ادا کرنا مالی تطہیر کے زیادہ قریب ہے۔ موجودہ دور میں بینک لونز، اقساط اور کاروباری معاملات کے تناظر میں اس اصول سے زکوٰۃ کے حساب میں وضاحت اور اعتدال پیدا ہوتا ہے اور عبادت محض حساب

---

[14] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2004، جلد 14، صفحہ 51
Ibn Taymiyyah, Ahmad bin Abdul Halim, Majmu‘ al-Fatawa, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyya, Beirut, 2004, Jild 14, Safha 51

[15] ابن عثیمین، محمد بن صالح، مجموع الفتاوی، مکتبہ اسلام، سعودیہ، 2011، جلد 18، صفحہ 38

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

نہیں بلکہ ذمہ داری کے شعور کے ساتھ ادا ہوتی ہے

دین کے ہر معاملے میں سنت کی اتباع لازم ہے۔

حدَّثَنَا عَلِيٌّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: صَلَّيْت مَعَ عَلِيٍّ عَلَى يَزِيدَ بْنَ الْمُكَفَّفَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، ثُمَّ مَشَى حَتَّى أَتَاهُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ عَبْدُك، وَابْنُ عَبْدِكَ نَزَلَ بِكَ الْيَوْمَ فَاغْفِرْ لَهُ ذَنْبَهُ، وَوَسِّعْ عَلَيْهِ مُدْخَلَهُ فَإِنَّا لاَ نَعْلَمُ إِلاَّ خَيْرًا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ.

حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت یزید بن المکفف کی نماز جنازہ پڑھی، آپ نے اس پر چار تکبیریں پڑھیں، پھر آپ جنازے کے ساتھ چل کر جب قبر کے پاس آئے تو یوں دعا مانگی: اللَّهُمَّ عَبْدُك، وَابْنُ عَبْدِكَ نَزَلَ بِكَ الْيَوْمَ فَاغْفِرْ لَهُ ذَنْبَهُ، وَوَسِّعْ عَلَيْهِ مُدْخَلَهُ فَإِنَّا لاَ نَعْلَمُ إِلاَّ خَيْرًا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ ''اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا آج تیرے پاس آیا ہے، تو اس کے گناہوں کو معاف فرما اور اس کی قبر کو کشادہ فرما۔ ہم تو صرف خیر کو جانتے ہیں اور تو اسے زیادہ جاننے والا ہے۔''(16)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل نبی ﷺ کی سنت کے عین مطابق تھا، جیسا کہ صحیح احادیث میں چار تکبیروں کا عمل نبی ﷺ سے بھی ثابت ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعائے جنازہ کو صرف رسمی کلمات تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اس میں عقیدہ، تواضع، حسنِ ظن، اور دل کی نرمی کے پہلو داخل کیے، اس سے جنازہ صرف ایک عبادتی رسم نہیں، بلکہ تزکیۂ باطن اور اجتماعی تربیت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

عصری اطلاقات: آج کے دور میں جنازوں کو غیر ضروری رسومات اور طویل خطابات سے بوجھل بنا دیا گیا ہے، جبکہ علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ہمیں سادگی، اخلاص اور سنت کی طرف لوٹنے کی واضح رہنمائی دیتا ہے۔

خلاصہ بحث

خلفائے راشدینؓ نہ صرف قرآن وسنت کے اولین عملی شارح تھے بلکہ ان کے اقوال وافعال امت کے لیے شریعت کی عملی تطبیق کا مستند ماخذ بھی ہیں۔ موجودہ دور میں، جب جدید ذرائع ابلاغ، مادیت اور الحاد نئی نسل کے اذہان میں دینی تشکیک پیدا کر رہے ہیں، محض جذباتی یا روایتی اسلوب کے بجائے دلیل، افادیت اور عملی مثالوں کی بنیاد پر دین کی توضیح ناگزیر ہو چکی ہے، اور اس مقصد کے لیے خلفائے راشدینؓ کے آثار غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ مقالے میں نمازِ فجر میں طویل قراءت، موزوں پر مسح، مالی معاملات میں احتیاط، قیام اللیل، تلاوتِ قرآن، زکوٰۃ

(16) ابو بکر بن ابی شیبہ، المصنف، مکتبہ العلمیہ، بیروت، 2006، رقم الحدیث: 11831
Abū Bakr bin Abī Shaybah, *Al-Muṣannaf,* Maktabah Al-ʻIlmiyyah, Bayrūt, 2006, Raqam-ul-Ḥadīth: 11831

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

سے قبل قرض کی ادائیگی اور نمازِ جنازہ جیسے عباداتی و فقہی مسائل کو منتخب آثار کی روشنی میں زیرِ بحث لایا گیا ہے، جن سے شریعت کی سہولت، اعتدال، حکمت اور مقاصدی روح نمایاں ہوتی ہے۔ ان مثالوں سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ خلفائے راشدینؓ کا طرزِ عمل عبادت اور زندگی کے عملی تقاضوں کے درمیان توازن، قیادت میں شفافیت، اور دینی احکام کے فہم میں وسعت کا آئینہ دار ہے۔ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ خلفائے راشدینؓ کے عباداتی آثار محض تاریخی روایات نہیں